JIHĀT-UL-ISLĀM
Vol: 19, Issue: 01, Jul – Dec 2025

OPEN ACCESS
JIHĀT-UL-ISLĀM
pISSN: 1998-4472
eISSN: 2521-425X
www.jihat-ul-islam.com.pk

ہندومت اور اسلام کے جنگی قوانین وضوابط کا تقابلی جائزہ

A comparative study of the laws and regulations of warfare in Hinduism and Islam

Sana Tabussum *
MPhil Scholar, Department of Islamic Studies,University of Sargodha, Sargodha, Pakistan.
Dr. Farhat Naseem Alvi**
Chairperson, Department of Islamic Studies, University of Sargodha, Sargodha, Pakistan.

ABSTRACT
War, though an unfortunate reality of human history, has always been governed by ethical frameworks and religious principles in many civilizations. This research aims to present a comparative study of the laws and regulations of war in Hinduism and Islam, highlighting the philosophical underpinnings, moral restrictions, and strategic guidelines prescribed by both religions. While both traditions differ in theology and metaphysics, they offer surprisingly structured and morally conscious approaches to warfare. In Hinduism, texts such as the Mahabharata, Manusmriti, and Bhagavad Gita outline the concept of Dharma Yuddha (righteous war), which emphasizes ethical conduct, protection of the innocent, and spiritual merit for just warriors. On the other hand, Islam, through the Qur'an, Hadith, and the historical example of the Prophet Muhammad (peace be upon him), advocates for Jihad as a struggle against injustice, governed by strict ethical codes, including prohibition of harming non-combatants, property, or the environment. This study draws upon classical religious texts, commentaries, and scholarly interpretations to explore how both religions conceptualize war not as a means of conquest but as a last resort in the pursuit of justice and peace. By understanding these principles, we gain insight into the human quest for moral conduct even in times of conflict , a reminder that even in war, humanity must not be abandoned.
Keywords: *Comparative Religion, Jihad, Islamic War Ethics, Hinduism and War, Moral Conduct in Warfare.*

تعارف موضوع

انسانی تاریخ کا ایک تلخ مگر نا قابلِ انکار پہلو جنگ ہے ایسا عمل جو بظاہر تباہی لاتا ہے مگر اقوام و تہذیبوں کی تقدیروں کا تعین بھی کرتا ہے۔ جنگ صرف ہتھیاروں کا ٹکراؤ نہیں بلکہ اقدار، نظریات اور ضوابط کی آزمائش بھی ہے۔ ہر مہذب مذہب یا تہذیب نے جنگ کو ایک غیر محدود اور خون آشام عمل کے بجائے مخصوص اخلاقی اصولوں اور دائرہ کار میں محدود کیا ہے۔ ہندومت اور

CC BY

اسلام دو قدیم اور بااثر مذاہب نے بھی جنگ کے احکام و ضوابط متعین کیے، جو ان کے دینی، اخلاقی اور تہذیبی تصورات کی عکاسی کرتے ہیں۔ ہندو مت میں "دھرم یُدھ" کے اصول جبکہ اسلام میں "جہاد" کے قواعد، دشمن کے ساتھ برتاؤ، قیدیوں کے حقوق اور جنگ کی اخلاقیات کو واضح کرتے ہیں۔ اس تقابلی مطالعے کا مقصد یہ سمجھنا ہے کہ یہ دونوں مذاہب جنگ جیسے سنگین عمل کو کس اخلاقی بنیاد پر جائز قرار دیتے ہیں، اور ان کے ہاں انسانی حرمت و اقدار کو کس حد تک تحفظ حاصل ہے۔

مبحث اول: ہندو مت میں جنگ کے جواز کی وجوہات

1۔ **ذاتی حفاظت کے لئے:** اپنی حفاظت اور برہمن خواتین کی حفاظت کے لیے ضروری حالات میں سے، پروہتوں کی دکشنا کے تنازعے میں کسی کو برحق قتل کر دیتا تو کوئی جرم نہیں لیکن اس کے برعکس جب کوئی قاتل قتل کے ارادے سے بڑھے تو اسے بلا وجہ قتل کیا جانا خواہ وہ اس کا بیٹا، استاد اور عمر رسیدہ شخص یا ویدوں کا عالم برہمن ہو، قاتل کی ہلاکت سے کوئی جرم عائد نہیں ہوتا، خواہ یہ کام کھلے عام یا چھپ کر کے کیا جائے۔ ان حالات میں قتل کے قتل بنتا ہے۔[1]

2۔ **ظالم اور مکار کے خلاف:** رامائن کی تعلیمات میں جنگ دفاع، مکار اور ظالم کے قتل اور مظلوم کی مدد کے لیے جائز قرار دی گئی ہے۔ رامائن کی تعلیمات کے مطابق مکار اور ظالم مرد یا عورت کا قتل بادشاہ کا فریضہ ہے اس فریضے کی پاسداری میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرنی چاہئے۔[2] جیسا کہ "رامائن کی تعلیمات کے مطابق کھشتریہ ہتھیار اس وقت اٹھاتے ہیں جب مظلوم لوگ ظلم کا شکار ہو رہے ہوں"۔[3]

3۔ **دولت اور شہرت کے لئے:** بھگوت گیتا میں جنگ بادشاہت کے حصول کے لیے ناجائز جب کہ شہرت اور دولت کے حصول کے لیے جائز قرار دی گئی ہے، جب ان کی تعلیمات کی تفصیل اس کے برعکس ہیں جن کی تفصیل کچھ اس طرح ہے: "بھگوت گیتا کی روشنی میں بادشاہ کا تخت کے حصول کے لیے جنگ لڑنا درست نہیں۔"[4] بھگوت گیتا کی تعلیمات کے مطابق جنگ، مقام و مرتبہ کے حصول، مال و دولت اور راج پاٹ کے حصول کے لیے جائز قرار دی گئی ہے۔ جیسا کہ کرشن اور جن سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ اٹھو اور شہرت حاصل کرنے کے لیے لڑو، اور اپنے دشمنوں کو شکست دے کر دولت اور بادشاہت حاصل کرو۔[5]

4۔ **دشمن کی کمزوری کا فائدہ اٹھاتے ہوئے:** منو دہرم شاستر کے مطابق: "دشمن کمزور ہونے کی صورت میں اس پر فوراً اکر حملہ آور ہونا چاہیئے یعنی جب بادشاہ سمجھے کہ دشمن اس کے مقابلے میں کمزور ہے تو آناً فاناً دشمن پر حملہ کر دو"۔[6]

مبحث دوم: اسلام میں جنگ کے جواز کی وجوہات

اسلام میں جنگ کے جواز کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں۔

1۔ ظلم وجبر کے خاتمے کے لیے: اسلام مظلوم کی مدد اور ظالم کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے کی اجازت دیتا ہے۔" اور جنگ اللہ کی راہ میں ان سے جو تم سے جنگ کر رہے ہیں لیکن حد سے نہ بڑھو بے شک اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔"[7]

2۔ مذہبی آزادی کے تحفظ کے لیے: اگر لوگوں کو اپنے دین پر عمل کرنے سے روکا جائے یا جبری ارتداد کروایا جائے، تو اسلام اس کے خلاف لڑنے کو جائز قرار دیتا ہے۔" اور اے مسلمانو! ان سے جنگ کرتے رہو یہاں تک کہ کفر باقی نہ رہے اور دین سارے کا سارا اللہ ہی کا ہو جائے"[8]

3۔ دشمن کی عہد شکنی کے بعد: اگر دشمن صلح یا معاہدے کو توڑ دے، تو اس صورت میں بھی جنگ کی اجازت دی گئی ہے۔" اور اگر یہ لوگ اپنی قسموں کو اپنے عہد کے بعد توڑ ڈالیں اور تمہارے دین پر طعن کریں تو تم قتال کرو"[9]

4۔ اپنے دفاع کے لئے: اگر مسلمانوں پر حملہ کیا جائے، تو دفاع میں جنگ کرنا جائز بلکہ فرض ہو جاتا ہے۔" حکم ہوا ان لوگوں کو جن سے کافر لڑتے ہیں اس واسطے کہ ان پر ظلم ہوا"[10]

5۔ مجبور و بے یار و مددگار لوگوں کی مدد کے لیے: اسلام دوسروں کی مدد کے لیے بھی جنگ کی اجازت دیتا ہے، خاص طور پر اگر وہ مدد کے طلبگار ہوں۔" اور تمھارے پاس کیا عذر ہے کہ تم جہاد نہ کرو اللہ کی راہ میں اور کمزوروں کی خاطر سے جن میں کچھ مرد ہیں اور کچھ عورتیں ہیں اور کچھ بچے ہیں"[11]

6۔ امن معاہدے کی خلاف ورزی پر جنگ: اگر دشمن قوم صلح کا معاہدہ کرے، لیکن پھر دھوکہ دے کر یا چھپ کر مسلمانوں کے خلاف سازش کرے یا حملہ کرے، تو اسلام جنگ کی اجازت دیتا ہے۔" اور اگر وہ لوگ عہد کرنے کے بعد اپنی قسموں کو توڑ ڈالیں اور تمھارے (دین) اسلام پر طعن کریں تو تم لوگ اس قصد سے کہ یہ باز آ جاویں پیشوایان کفر سے لڑو کیونکہ اس صورت میں ان کی قسمیں باقی نہیں رہیں"[12]

7۔ دینِ اسلام کو مٹانے کی کوشش پر جنگ:" اور لڑتے رہو ان سے یہاں تک کہ نہ رہے فتنہ وفساد اور ہو جائے دین صرف اللہ کے لیے پھر اگر وہ باز آ جائیں (تو سمجھ لو) کہ سختی (کسی پر) جائز نہیں مگر ظالموں پر"۔[13] یہاں "فتنہ" سے مراد وہ رکاوٹیں اور مظالم ہیں جن سے لوگ دینِ اسلام پر عمل کرنے سے روکے جائیں، مثلاً مکہ میں کفار کا ظلم، جب مسلمانوں کو نماز، قرآن، اور ہجرت سے روکا گیا۔

مبحث سوم: ہندومت اور اسلام میں جنگی ضوابط کا تقابلی جائزہ

ہندومت جو کہ دنیا کے اہم غیر الہامی مذاہب میں سے ایک قدیم مذہب ہے، جس کے بنیادی کتب یعنی چاروں وید، منو دھرم شاستر، ارتھ شاستر، رامائن اور بھگوت گیتا (جو کہ مہابھارت کا ایک حصہ ہے) میں قوانین جنگ کے متعلق بہت سی تعلیمات پائی جاتی ہیں۔ انھی تعلیمات کی پابندی ہندومت کے پیروکار کرتے آرہے ہیں۔ ہندومت کے اہم قوانین جنگ کو بیان کرنے کی کوشش کچھ یوں کی گئی ہے:

1. **جنگی حکمت عملی وتیاری**

ہندومت: جنگی حکمت عملی کسی بھی معرکے میں کامیابی کی بنیاد ہوتی ہے۔ یہ نہ صرف دشمن کی طاقت اور کمزوریوں کو سمجھنے میں مدد دیتی ہے بلکہ اپنے وسائل کے مؤثر استعمال کا طریقہ بھی سکھاتی ہے۔ بغیر حکمت عملی کے جنگ، اندھی طاقت کا مظاہرہ بن جاتی ہے جو نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے۔ ایک منظم اور مدبرانہ حکمت عملی کم وسائل سے بڑی کامیابی حاصل کرنے کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ اس ہندومت میں بھی جنگی حکمت عملی کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ "جنگ کی حفاظتی حصار پر ایک نگران، اندازے کے مطابق سو دشمنوں کے برابر (سمان) ہے اور سو کمان ایک ہزار دشمنوں کے برابر (سمان) ہے، چنانچہ شاستروں میں راجہ قلعے کی طرح، جو کہ اس قلعے میں ہتھیار، اناج، جانور، معمار، چارہ اور پانی اچھی طرح فراہم کرانے والا ہو"۔[14]

مذکورہ بالا اقتباس میں ہندومت کی جنگی حکمت عملی کے اصول بیان کیے گئے ہیں۔ کہا گیا ہے کہ ایک مضبوط جنگی قلعہ یا حفاظتی نظام کی اہمیت اس قدر ہے کہ اس پر ایک نگران مقرر ہو تو وہ سو دشمنوں کے برابر قوت رکھتا ہے، اور اگر ایسے سو نگران ہوں تو وہ ہزار دشمنوں کے برابر طاقت رکھتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جنگ میں تنظیم، نگرانی اور منصوبہ بندی کی کتنی اہمیت ہے۔ آخر میں شاستروں کے مطابق ایک راجہ (بادشاہ) کو قلعے کی مانند ہونا چاہیے یعنی اسے اپنی سلطنت کے دفاع کے لیے ہر طرح کے وسائل مثلاً ہتھیار، دولت، خوراک، پانی، تعمیراتی ماہرین اور جانور مہیا رکھنے چاہییں، تاکہ جنگ کے وقت خود کفیل ہو سکے۔

اسلامی تعلیمات: اسلام ایک ایسا دین ہے جو زندگی کے ہر پہلو میں اعتدال، نظم اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ جہاں اسلام نے صلح، درگزر اور امن کو ترجیح دی ہے، وہیں جنگ جیسے نازک اور حساس معاملے میں بھی بے ضابطگی یا جذباتیت کی بجائے اصول و ضوابط اور باقاعدہ حکمت عملی کو اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ جنگ کے دوران صرف فتح ہی مقصد نہیں، بلکہ دشمن کو حکمت، بصیرت اور تدبر سے جواب دینا بھی مقصود ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے

"وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ"[15]

"اور ان (دشمنوں) کے مقابلے کے لیے جو کچھ قوت تم جمع کر سکو، تیار رکھو، اور گھوڑے باندھے رکھو تاکہ اللہ کے دشمن اور تمہارے دشمن پر دبدبہ رہے۔"

اسی طرح اسلام نے جنگ کے دوران نظم وضبط اور صف بندی کو بھی غیر معمولی اہمیت دی ہے، تاکہ مسلمانوں کے درمیان اتحاد قائم رہے، ہر فرد اپنی ذمہ داری سے باخبر ہو، اور دشمن پر رعب و دبدبہ برقرار رہے۔ صفوں کا منظم اور متحد ہونا نہ صرف ظاہری طاقت کی علامت ہے بلکہ یہ ایمانی وحدت اور قیادت پر اعتماد کی عملی تصویر بھی پیش کرتا ہے، جو کامیاب جنگی حکمت عملی کی بنیاد ہے۔ فرمان رحمان ہے:

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَرْصُوصٌ۔[16]

"بے شک اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے ان مجاہدوں سے جو اس کی راہ میں جنگ کرتے ہیں پرا باندھ کر گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں"

فوج کا منظم ہونا لازمی ہے یعنی جنگ کے تمام شعبے ایک خاص انداز میں ہوں جیسے شمشیر زن، تیر انداز، نیزے بردار اور گھڑ سوار مختلف سمتوں میں صف در صف ہو کر چلیں۔ دور جدید میں افواج کے مختلف بری افواج، بحری بیڑے اور فضائیہ میں توازن لازمی موجود ہونا چاہئے۔

2. **ہتھیاروں کی اہمیت**

ہندومت: جنگی حکمت عملی میں ہتھیار صرف حملے یا دفاع کا ذریعہ نہیں، بلکہ ایک قوم کی تیاری، خوداعتمادی اور نظم و ضبط کی علامت ہوتے ہیں۔ جب کوئی قوم اپنے دفاع کے لیے مناسب ہتھیاروں سے لیس ہوتی ہے تو دشمن پر اس کا نفسیاتی اثر بھی گہرا پڑتا ہے، جو بعض اوقات جنگ سے پہلے ہی فیصلہ کن ثابت ہوتا ہے۔ جدید یا روایتی ہتھیاروں کی دستیابی صرف قوت کا اظہار نہیں بلکہ حکمت عملی کے موثر نفاذ کی ضمانت بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام مذاہب اور تہذیبوں نے جنگ سے پہلے تیاری، بالخصوص ہتھیاروں کی فراہمی، کو ضروری قرار دیا ہے۔ ہندو دھرم میں ہتھیاروں کے بارے میں لکھا ہے: "رامائن کی تعلیمات کے مطابق شری رام چندر جی نے منتر پڑھ کر تباہ کن ہتھیار (برہم استر) راوان کو مارنے کے لئے استعمال کیا"[17]

رامائن کے مطابق جب شری رام نے راون سے فیصلہ کن جنگ لڑی، تو انہوں نے برہماستر نامی مہا ہتھیار کو مخصوص منتر پڑھ کر فعال کیا، اور اسی ہتھیار کے ذریعے راون کو مارا۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ رامائن میں روحانی طاقت اور جنگی ہتھیار کو ساتھ ملا کر استعمال کیا گیا۔

اسلام میں ہتھیاروں کی اہمیت: قرآن مجید میں جنگ و جدل سے متعلق تیاری پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں میدان جنگ، عسکری چھاؤنی اور جدید اسلحہ پر توجہ مرکوز کرنا لازمی قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَدَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ تَغْفُلُونَ عَنْ أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيلُونَ عَلَيْكُم مَّيْلَةً وَاحِدَةً[18]

"کافر چاہتے ہیں، کسی طرح تم بے خبر ہو اپنے ہتھیاروں سے اور اسباب سے، تو تم پر جھک (ٹوٹ) پڑیں یک بارگی"۔

اس آیت سے یہ اخذ ہوتا ہے کہ اسلام میں بھی ہتھیار رکھنا، ان کا خیال رکھنا، اور دفاعی منصوبہ بندی کرنا ایک ضروری دینی اور عقلی تقاضا ہے۔ بے خبر یا تیاری کے بغیر جنگ کا سامنا کرنا نہ صرف نقصان دہ ہے بلکہ دشمن کو موقع دینے کے مترادف ہے۔

3. جنگ میں شرکت کا اجر

ہندومت: ہندومت میں جنگ میں شرکت کرنے کا اجر و ثواب بیان کیا جاتا ہے اور اس کو ایک مذہبی فریضہ گردانا جاتا ہے خاص کر جب وہ جنگ مذہب کے لئے جاری ہو اور جنگ میں شریک ہونے والوں کے لئے باقاعدہ اجر بھی بیان کیا جاتا ہے۔ ارتھ شاستر میں ہے: "ہندومت کی تعلیمات کے مطابق مقدس ویدوں میں ذکر ہے کہ مذہبی رہنما کی مالی خدمت کے بعد ادا کی جانے والی قربانی سے جتنا اجر ملتا ہے اتنا ہی میدان جنگ میں بہادری کے جوہر دکھانے والے کو ملتا ہے"[19] "وہ بلند و بالا مقام جو برہمن کو لاتعداد قربانیوں اور عبادت و ریاضت سے ملتا ہے بھلائی کی جنگ میں مرنے والے ویر (دلیر) کو اس سے بھی بلند مقام ملتا ہے۔"[20] بھگوت گیتا میں لکھا ہے: "اتفاق سے پیش آنے والی جنگ جنت (سورگ) کا کھلا دروازہ ہے۔ ایسی جنگوں میں شرکت خوش قسمت لوگوں کو نصیب ہوتی ہے۔"[21]

دین اسلام میں جہاد میں شریک ہونے کا اجر و ثواب: دین اسلام میں اللہ تعالیٰ نے مومنین سے جہاد فی سبیل اللہ کے عوض جنت کا سودا کیا ہے یعنی جو لوگ اللہ کی راہ میں جنگ میں شریک ہوں گے حصہ لیں گے اللہ تعالیٰ بدلے میں ان کو جنت عطا فرمائے گا۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ يُقَاتِلُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ۔[22]

"اللہ نے خرید لی مسلمانوں سے ان کی جان اور مال، اس قیمت پر کہ ان کو بہشت ہے، لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں، پھر مارتے ہیں اور مرتے ہیں"

4. جنگ میں دیوتاؤں سے مدد کی التجائیں

ہندومت: جنگ کو صرف ایک زمینی معاملہ نہیں سمجھا جاتا بلکہ اسے آسمانی طاقتوں کی مدد سے وابستہ تصور کیا جاتا ہے۔ تمام مذاہب میں جنگ کے وقت اپنے اپنے خداؤں سے مدد مانگنے کا رواج عام ہے۔ ہندومت میں بھی جنگ کے وقت اپنی دیوی اور دیوتاؤں سے مدد مانگنے ایک عام روایت ہے۔ ہندومت میں ہے: "اگنی دیوتاؤں سے التجاء کرتے ہیں کہ جو کوئی مخفی (گپت) طریقے سے ان پر آکر حملہ (منڈ) کرے، جو ہمسایہ انھیں نقصاب پہنچائے اس کو تو متر ا کی طاقت سے ہمیشہ مشتعل رہنے والے شعلے سے، جلانے والی تیز حرارت سے جلا کر راکھ کر دے۔"[23]

مہابھارت کی تعلیمات کے مطابق دوران جنگ غیبی مدد کے لئے دیوتا حاضر ہوتے ہیں اور باقاعدہ جنگ میں حصہ لیتے ہیں اور قتل و غارت کرتے ہیں۔"[24]

اسلام میں اللہ تعالیٰ کی جنگ میں مدد و نصرت: دین اسلام کے مطابق جنگ میں دشمنان اسلام کو شکست اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت کی بدولت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مومنین کی جنگ میں مختلف صورتوں میں مدد کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت کے بغیر جنگ میں فتح ممکن نہیں ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

> اِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا ۚ سَأُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوا فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ۔ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ وَمَنْ يُشَاقِقِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ۔ ذٰلِكُمْ فَذُوقُوهُ وَأَنَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابَ النَّارِ۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوهُمُ الْأَدْبَارَ۔ وَمَنْ يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَى فِئَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ۔ فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ قَتَلَهُمْ ۚ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِينَ مِنْهُ بَلَاءً حَسَنًا ۚ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ۔[25]
>
> "جب حکم بھیجا تمہارے رب نے فرشتوں کو، کہ میں ساتھ ہوں تمہارے سو تم دل ثابت کرو مسلمانوں کے۔ میں ڈال دوں گا دل میں کافروں کے دہشت۔ سو مارو اوپر گردنوں کے اور مارو ان کے پور پور (جوڑ جوڑ) یہ اس واسطے کہ وہ مخالف ہوئے اللہ کے اور اس کے رسول کے، اور جو کوئی مخالف ہو اللہ کا اور اس کے رسول کا، تو اللہ کی مار سخت ہے۔ یہ (سزا) تو تم چکھ لو، اور جان رکھو کے منکروں کو ہے عذاب دوزخ کا۔ اے ایمان والو! جب بھڑو (لڑو) تم کافروں سے میدان جنگ میں، تو مت دو (پھیرو) ان کو (سے)

پیٹھ اور جو کوئی ان کو پیٹھ دے اس دن، مگر یہ (سوائے اس کے) کہ ہنر (چال) کرتا ہو لڑائی کا یا جا ملتا ہو فوج میں، سو وہ لے پھرا غضب اللہ کا، اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور کیا بری جگہ ٹھہرا۔ سو (حقیقت یہ نہیں کہ) تم نے ان کو نہیں مارا، لیکن اللہ نے مارا (ان کو)، اور تو نے نہیں پھینکی مٹھی خاک جس وقت پھینکی تھی، لیکن اللہ نے پھینکی، اور کیا (اللہ کرنا) چاہتا تھا ایمان والوں پر، اپنی طرف سے خوب احسان۔ تحقیق (یقیناً) اللہ ہے (سب) سنتا جانتا"۔

5. میدان جنگ کے آداب

ہندومت: منو دھرم شاستر میں میدانِ جنگ سے متعلق مندرجہ ذیل احکامات پائے جاتے ہیں:

"جنگ (یدھ) میں دشمن (شتروں) سے لڑتے ہوئے پوشیدہ ہتھیار (شتر)، باڑھ لگے یا زہر میں بھیگے ہوئے، یا دہکتی ہوئی آگ والے یا نوکیلے شستروں سے حملہ ہرگز نہ کریں۔ جنگ (یدھ) کے میدان سے بھاگتے ہوئے کو، پشت کر دینے والے، زنخے (زنانہ، ہیجڑہ)، ہاتھ جوڑ دینے والے یعنی معافی مانگنے والے پر حملہ نہ کریں بلکہ اس پر بھی جو بیٹھ گیا ہو یا پھر جس نے کہہ دیا کہ میں آپ کی پناہ (شرن) میں ہوں، یا میں آپ کا ہوں۔ اسی طرح نہ سوتے ہوئے پھر نہ اس پر جسکی زرہ (کوج) گم گئی ہو، نہ ننگے پر نہ نہتے پر نہ تماشائی پر، اور نہ اُس پر جو یدھ میں شریک نہ ہو، اور نہ اس پر جو کسی دوسرے دشمنوں (شترووں) کے ساتھ لڑ رہا ہو"۔[26]

"اس پر بھی حملہ نہیں کیا جا سکتا ہے جس کا ہتھیار ٹوٹ گیا ہو، جس کو کسی غم واندوہ نے گھیر لیا ہو، جو سخت زخمی ہو، خوفزدہ ہو اور نہ ہی اس پر جو راہ فرار اختیار کر چکا ہو۔ ان تمام امور میں باوقار یدھاؤں کے فرائض یاد رکھنے چاہئے۔ لیکن جو کھشتری مارے خوف کے بھاگتے ہوئے مارا جاتا ہے تو وہ اپنے آقا کے سارے گناہ (پاپ) اپنے سر لے لیتا ہے اور اس کی ساری نیکیاں اس کے آقا کو مل جاتی ہیں"۔[27] رامائن میں میدانِ جنگ سے متعلق شری رام چندر جی نے سختی سے فرمایا کہ سینا کے راستے میں کسی نگری، گاؤں، زرعی اجناس، زرعی زمین، خواتین، بچے اور بوڑھوں کو کوئی نقصان نہ پہنچایا جائے۔[28]

اسلام کے جنگی آداب: امام مسلم حضرت ابن عباس کے ایک خط کا ذکر کرتے ہیں کہ انہوں نے تحریر فرمایا:

وان رسول اللہ ﷺ لم یکن یقتل الصبیان، فلا تقتل الصبیان۔[29]

"بے شک نبی اکرم ﷺ دشمنوں کے بچوں کو قتل نہیں کرتے تھے، سو تم بھی بچوں کو قتل نہ کرنا۔"

اسلامی جنگی آداب سے متعلق امام سرخسیؒ نے کتاب شرح السیر الکبیر میں بڑے جامع اور خوبصورت انداز میں لکھا ہے وہ آداب جنگ کے ضمن میں رقمطراز ہوتے ہیں:

جنگ میں اُن کفار کو قتل کرنا منع ہے جو جنگ نہ کر رہے ہوں، بدعہدی کرنا، سروں کو کاٹ کرلے جانا، لاشوں کا مثلہ کرنا، گھروں کو ویران کرنا، درختوں کو کاٹنا، لشکر کو کھلانے کی ضرورت کے بغیر مویشیوں کو ذبح کرنا ممنوع ہے جنگ ختم ہونے پر نہ تو کسی قیدی کو قتل کیا جائے، نہ بھاگنے والے کا تعاقب کیا جائے، نہ کسی زخمی کو جان سے مارا جائے، نہ میدان جنگ کے کسی باشندے کو مشقت میں ڈالا جائے، بلکہ ان سب سے انسانیت کے حوالے سے سلوک کیا جائے، احترامِ انسانیت کی تذلیل اور رسوائی کا سلوک نہ کیا جائے، مسلمانوں کی طرف سے عدل و انصاف اور رحم و کرم کا مظاہرہ لازم ہے۔ اسلام میں جنگ، نظریہ ضرورت کے تحت، قانون عدل اور احترام انسانیت کے تابع ہوتی ہے، قوموں کو غلام بنانے اور ان کے مادی وسائل پر تسلط جمانے کی اس میں کوئی گنجائش نہیں ہے، بلکہ جنگ کا بنیادی مقصد لوگوں کے درمیان دائمی امن و سلامتی کا قیام ہے، کیوں کہ یہ مسلمانوں کو جنگی تاجروں اور اُنسرکش گمراہ لیڈروں سے نجات دلاتی ہے جو مسلمانوں کو ایسے طرزِ عمل پر مجبور کرتے ہیں جسے وہ ناپسند کرتے ہیں، مسلمانوں اور غیر مسلمانوں کے درمیان تعلق کی اصل بنیاد صلح و امن ہے، غیر مسلموں کے حوالے سے اسلام کا نظریہ ظلم و زیادتی، تعصب و تکبر اور بڑائی پر مبنی نہیں بلکہ اخوت، تعاون، معاہدوں کے احترام، درگزر اور ان کی پاسداری پر مبنی ہے، چاہے حالات واسباب کچھ بھی ہوں۔[30]

6. مذہبی مقامات کا تقدس

ہندومت: ہندوؤں کی مذہبی کتاب ارتھ شاستر میں مذہبی مقامات، اسفار اور اجتماعات پر دشمن کے ساتھ سلوک کرنے، دیوی دیوتاؤں کے تقدس کے متعلق مندرجہ ذیل تعلیمات پائی جاتی ہیں جیسا کہ "دشمن کو خفیہ طریقے سے مذہبی مقامات اور اسفار پر ہلاک کیا جاسکتا ہے، جہاں وہ مذہبی اجتماعات میں شرکت یا قربانی کی رسم ادا کرتا ہے۔"[31] مزید یہ کہ ہندومت کی تعلیمات کے مطابق جب حریف مندر میں داخل ہو رہا ہو تو اس پر لٹکایا ہوا بھاری پتھر گرا کر ہلاک کیا جائے۔"[32]

اسلامی تعلیمات میں مذہبی مقامات کا تقدس: دین اسلام میں جہاد سے تمام عبادت گاہوں کی حفاظت کی جاتی ہے خواہ وہ یہود و نصاریٰ کی ہوں یا مسلمانوں کی ہوں۔ اس بات کی گواہی قرآن مجید کی یہ آیت مبارکہ دیتی ہے:

أُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۔ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ

صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوَاتٌ وَّمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۗ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ۔[33]

"اب جن (مسلمانوں سے کافر) لڑتے ہیں ان کو بھی (لڑنے کی) اجازت ہے کیونکہ ان پر ظلم ہو رہا ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ انکی مدد کرنے پر قادر ہے جو اپنے ملک سے (مکہ سے) یہ کہنے پر کہ ہمارا مالک اللہ ہے اور کوئی بات نہیں (نہ کسی کا خون کیا نہ ڈاکہ مارا ناحق نکالے گئے اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ایک دوسرے پر سے نہ ہٹاتا رہتا (مشرکوں کا غلبہ نہ روکتا) تو خانقاہیں اور گرجے اور (یہودیوں کے) عبادت خانے اور مسجدیں جن میں اللہ تعالیٰ کا نام بہت لیا جاتا ہے گرا دی جائیں اور جو کوئی اللہ کی مدد کرے اس کے دشمنوں سے لڑے اللہ تعالیٰ بھی بیشک اس کی مدد کریگا کیونکہ اللہ زبردست ہے عزت والا (یا غالب)"

اسلام میں دوران جنگ اور فتح کے بعد بھی غیر مسلم مذاہب کے رہنماؤں کو قتل کرنے کی ممانعت ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب بھی کسی لشکر کو روانہ فرماتے تو ان کو حکم فرماتے کہ غداری نہ کرنا، دھوکہ نہ دینا، لاشوں کا مثلہ نہ کرنا، بچوں کو اور پادریوں کو قتل نہ کرنا۔[34]

اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ کسی بھی قوم کے مذہبی رہنماؤں کا قتل عام حالت تو درکنار دوران جنگ بھی جائز نہیں ہے۔

7. جنگی قیدیوں کے بارے میں قوانین

ہندومت: ہندومت میں جنگی قیدیوں کی حیثیت کے بارے میں منو دھرم شاستر میں لکھا ہے:

"جنگ کے دوران جب دیوورشن کے مخالفوں نے نیوانتر کے گروہ کو گھیر ڈالا تو وہ سردار کے بے ہوش ہو کر گر گیا (قیدی بنالیا گیا)۔ اسی اثناء میں برہمانے اپنے جادوی اثر (تَجُمبْ تَنجھَا) سے سب کو ساکت کر دیا اور اُنوکَر حکم دیا کہ ان سب کے رزق کی فراہمی کا بندوبست ہو اور شرر (زنجیر) کھول دے جائے اور یہ تمام مال قیمت عمل سرانجام قوائن کے لیے بطور فدیہ لے چلے۔"[35]

اسلام میں قیدیوں کی حیثیت: اسلام میں قیدیوں کے ساتھ سلوک کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد الٰہی ہے:

"فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰٓى اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ۙ فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا۔"[36]

تو مسلمانو جب تم لڑائی میں کافروں سے بھڑ جاؤ ان کی گردنیں اڑا دیئے بے تامل ان کو قتل کرو جب خوب ان کو قتل کر چکو ان کا زور بالکل ٹوٹ جائے تو اب ان کی مشکیں کس لو ان کو قید کر لو اس کے بعد یا احسان رکھ کر مفت چھوڑ دو کچھ بدلے لے کر یہاں تک کہ لڑائی موقوف ہو دشمن ہتھیار رکھ دیں

قیدیوں سے حسنِ سلوک کے بارے میں محمد ابوزہرہ اسلامی تعلیمات کے تناظر میں یوں رقمطراز ہیں:

"ان الاسلام يحافظ على الكرامة الانسانية في الحروب، لانه لايريد بالحرب الا رد الاعتداء، ودعا الىالرفق بالاسرى، ولم يعرف التاريخ محاربا رفيقا بالاسرى كالمسلمين الأولين الذين اتبعوا اوامر دينهم، فقداوصى النبي اصحابه يوم بدر ان يكرموا السرى، فكانوا يقدمونهم على انفسهم في الطعام، وكان هؤلاءالاسرى لم يوخذوا بالنواصي والاقدام في ميدان الحرب۔[37]

"اسلام میدانِ جنگ میں بھی انسانیت کے احترام کو ہاتھ سے چھوٹنے نہیں دیتا کیوں کہ اسلام کا مقصد سرکشی کا خاتمہ ہے اور قیدیوں سے اچھائی کا معاملہ کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اور تاریخ میں جنگ کیکوئی ایسی مثال نہیں ملتی جیسا کہ اولین دور کے مسلمانوں اور ان کی اتباع کرنے والوں نے پیش کی۔ جیسے نبی ﷺ نے اپنے صحابہ رضوان اللہ عنھم کو بدر کے دن قیدیوں کے اکرام کرنے کا حکم دیا، جس کا نتیجہ یہ تھا کہ صحابہ رضوان اللہ عنھم ان قیدیوں کو اپنی جانوں سے بھی مقدم رکھتے تھے اور ایسا لگتا تھا کہ یہ میدان جنگ کے قیدی ہے ہی نہیں جنھیں پیشانی سے پکڑ کر قید کیا گیا ہو"۔

جدول: ہندومت اور اسلام میں جنگی ضوابط کا تقابلی جائزہ

نمبر	پہلو/اصول	ہندومت کے جنگی ضوابط	اسلام کے جنگی ضوابط
1	**جنگی حکمتِ عملی وتیاری**	ہندومت میں جنگی تیاری کو "کرتویہ" (فرض) کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ مہابھارت میں فوج کی تنظیم، مشاورت اور راج دھرم کے مطابق حکمتِ عملی کی تاکید کی گئی ہے۔	اسلام میں جنگی تیاری کا مقصد دفاع اور عدل کا قیام ہے۔ قرآن نے فرمایا: "اور ان کے مقابلے کے لیے اپنی طاقت کے بقدر تیاری کرو" (الأنفال:60)۔
2	**ہتھیاروں کی اہمیت**	ہتھیاروں کو دیوی شکتی کا مظہر سمجھا	اسلام میں ہتھیار محض دفاعی ذریعہ ہیں،

طاقت کا مظاہرہ ظلم کے لیے نہیں بلکہ امن کے لیے ہے۔ نبی ﷺ نے اسلحے کے غلط استعمال سے منع فرمایا۔	جاتا ہے، جیسے بھگوان کرشن اور ارجن کے اسلحے۔ جنگی ہتھیار مذہبی رسموں سے قبل پاک کیے جاتے تھے۔		
اسلام میں جہاد فی سبیل اللہ میں شرکت کو عظیم فضیلت حاصل ہے۔ قرآن میں شہداء کو زندہ قرار دیا گیا (آل عمران: 169)۔	ہندو دھرم میں "دھرم یدھ" میں حصہ لینا باعثِ نجات سمجھا جاتا ہے۔ بھگوت گیتا میں ارجن کو جنگ میں شرکت پر روحانی اجر کا وعدہ دیا گیا۔	**جنگ میں شرکت کا اجر**	3
اسلام میں مدد صرف اللہ تعالیٰ سے مانگی جاتی ہے: "اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا" (محمد: 7)۔	ہندو جنگی روایات میں دیوتاؤں جیسے اندرا، وشنو، اور شیو سے مدد طلب کی جاتی تھی۔	**جنگ میں دیوتاؤں سے مدد کی التجائیں**	4
اسلام میں باقاعدہ جنگی اخلاق کا ضابطہ ہے: عورتوں، بچوں، راہبوں اور بوڑھوں کو نقصان پہنچانا سختی سے منع ہے۔	دشمن کے زخمیوں، عورتوں اور غیر مسلح افراد پر حملہ منع ہے، البتہ یہ تعلیمات اکثر روایتی سطح پر تھیں۔	**میدانِ جنگ کے آداب**	5
اسلام میں عبادت گاہوں کے احترام کا حکم ہے۔ نبی ﷺ نے گرجا گھروں، خانقاہوں اور مساجد کو نقصان نہ پہنچانے کا حکم دیا۔	مندروں، آشرموں اور پجاریوں کے احترام کی تاکید کی گئی ہے۔ ان کی توہین کو "ادھرم" (گناہ) تصور کیا جاتا ہے۔	**مذہبی مقامات کا تقدس**	6

خلاصہ بحث

اس تحقیقی مقالہ میں ہندومت اور اسلام کے جنگی قوانین کا تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے، جو دونوں مذاہب کے اخلاقی، دینی اور تہذیبی تصورات کو واضح کرتا ہے۔ ہندومت میں "دھرم یُدھ" کا تصور مہابھارت، منوسمرتی، رامائن اور بھگوت گیتا جیسے متون سے ماخوذ ہے، جہاں جنگ کو نیکی، انصاف اور ظلم کے خاتمے کے لیے ایک مقدس فریضہ سمجھا جاتا ہے۔ اسلام میں "جہاد" کا نظریہ قرآن، احادیث اور سیرتِ نبوی سے اخذ کیا گیا ہے، جو مخصوص شرائط کے ساتھ، صرف ظلم روکنے، مذہبی آزادی کے

تحفظ اور امن کے قیام کے لیے جائز ہے۔ دونوں مذاہب جنگ کو آخری حل سمجھتے ہیں اور اسے سخت اصول وضوابط کا پابند بناتے ہیں، جیسا کہ نہتے لوگوں، عورتوں، بچوں اور عبادت گاہوں کا تحفظ، اور قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک وغیرہ۔ اگرچہ ہندومت میں بعض صورتوں میں جنگ کو دولت یا شہرت کے لیے بھی جائز سمجھا گیا ہے، لیکن اسلام اسے صرف اللہ کی رضا اور عدل وانصاف کے قیام سے مشروط کرتا ہے۔ دونوں مذاہب جنگی حکمتِ عملی، قیدیوں کے حقوق اور انسانی اقدار کی پاسداری پر زور دیتے ہیں، تاہم اسلام مفتوح اقوام کے ساتھ عدل اور رواداری کو زیادہ نمایاں کرتا ہے۔ یہ مطالعہ اس بات کو اجاگر کرتا ہے کہ دونوں مذاہب نے جنگ جیسے سخت عمل کو بھی اخلاقی اصولوں اور انسانی ہمدردی کے دائرے میں لانے کی کوشش کی ہے۔

تجاویز وسفارشات

* **بین المذاہب مکالمے کے فروغ کی ضرورت:** ہندومت اور اسلام کے مابین مشترکہ اخلاقی و انسانی اقدار کو بنیاد بنا کر مکالمے اور تعاون کے مواقع پیدا کیے جائیں تاکہ خطے میں پائیدار امن قائم ہو۔
* **جامعات میں تقابلی مذہبی مطالعات کا قیام:** پاکستان اور بھارت کی جامعات میں ہندومت و اسلام کے جنگی قوانین پر تحقیقی مراکز قائم کیے جائیں جو علمی و عملی سطح پر کشیدگی میں کمی کا ذریعہ بن سکیں۔
* **نصاب میں جنگی اخلاقیات کی شمولیت:** دونوں مذاہب کی امن، انصاف اور انسانی ہمدردی پر مبنی جنگی تعلیمات کو نصاب کا حصہ بنایا جائے تاکہ نوجوان نسل ان اصولوں سے روشناس ہو۔
* **عالمی فورمز پر مذہبی اصولوں کی نمائندگی:** اقوامِ متحدہ اور دیگر عالمی اداروں میں اسلام اور ہندومت کے جنگی ضوابط کو انسانی اقدار کے ماڈل کے طور پر پیش کیا جائے۔
* **مذہبی قیادت کا کردار:** دونوں مذاہب کے علما اور مذہبی رہنما امن، رواداری، برداشت اور باہمی احترام کا پیغام اپنے پیروکاروں میں عام کریں۔
* **پرامن مذاکرات اور ثالثی کے فروغ کی حکمتِ عملی:** مذہبی وسیاسی رہنما جنگ کی بجائے بات چیت، مصالحت اور ثالثی کے ذریعے تنازعات کے حل کو فروغ دیں تاکہ خطے میں امن واستحکام کو دوام حاصل ہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حواشی وحوالہ جات

[1]Manu. *Manu Dharma Shastra*. Translated by unidentified translator. Lahore: Nigārishāt Publishers, 1424 AH/2003 CE, 8:342.

[2]Vālmīki, Yāsir Jawād. *Rāmāyaṇa*. Lahore: Fiction House, 1434 AH/2013 CE, 157. Vālmīki. *Rāmāyaṇa*, 344.
[33]Vālmīki, Yāsir Jawād. *Rāmāyaṇa*. Lahore: Fiction House, 1434 AH/2013 CE, 157. Vālmīki. *Rāmāyaṇa*, 344.
[4]Mahārāj, Krishan Ji. *Shrimad Bhagavad Gita*. Lahore: Fiction House, 1434 AH/2013 CE, 54.
[5]Al-Dasūqī, Dr. Muḥammad. *Al-Maqāla al-Qānūn al-Islāmī al-Duwalī min al-Manzūr al-Islāmī*. Lahore: Nigārishāt Publishers, 1424 AH/2003 CE, 19.
[6]Al-Dasūqī. *Al-Maqāla al-Qānūn al-Islāmī al-Duwalī min al-Manzūr al-Islāmī*, Chapter 171:7.
[7]Al-Baqara, 2:190.
[8] Al-Anfāl, 8:39.
[9] Al-Tawba, 9:12.
[10] Al-Ḥajj, 22:39.
[11] Al-Nisāʾ, 4:75.
[12] Al-Tawba, 9:12.
[13] Al-Baqara, 2:193.
[14]Al-Dasūqī. *Al-Maqāla al-Qānūn al-Islāmī al-Duwalī min al-Manzūr al-Islāmī*, Chapter 7:74–75.
[15]Al-Anfāl, 8:60.
[16] Al-Ṣaff, 61:4.
[17]Vālmīki. *Rāmāyaṇa*, 355.
[18] Al-Nisāʾ, 4:102.
[19]Chānakya, Kautilya. *Artha Shastra*. Translated by Salīm Akhtar. Lahore: Nigārishāt Publishers, 1432 AH/2011 CE, 490.
[20]Chānakya, Kautilya. *Artha Shastra*. Translated by Salīm Akhtar. Lahore: Nigārishāt Publishers, 1432 AH/2011 CE, 490.
[21]Mahārāj, Krishan Ji. *Shrimad Bhagavad Gita*. Translated by Dhanan Jay Dās. Lahore: Fiction House, 1434 AH/2013 CE, 63.
[22] Al-Tawba, 9:111.
[23]Swami Dayanand Saraswati. *Rig Veda (Aik Mutālaʿa)*, Mandal 6, Sukt 5, Mantra 4–7. Translated by Nihāl Singh. Lahore: Nigārishāt Publishers, 1426 AH/2005 CE, 7.
[24]Nārāyaṇ, R.K. *Mahābhārata*. Translated by Naʿīm Aḥsan. Lahore: Nigārishāt Publishers, 1434 AH/2013 CE, 307.
[25] Al-Anfāl, 8:12–17.
[26]Manu. *Manu Dharma Shastra*, 7:90–92.
[27]Manu. *Manu Dharma Shastra*, 7:93–94.
[28]Vālmīki. *Rāmāyaṇa*, 307.
[29]Muslim ibn al-Ḥajjāj. *Ṣaḥīḥ Muslim*. Riyadh: Dār al-Salām Publishers, 1438 AH, 2:444.
[30]Al-Sarakhsī. *Sharḥ Kitāb al-Siyar al-Kabīr*. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyya, 1418 AH, 3:181–191.

[31]Chānakya, Kautilya. *Artha Shastra*. Lahore: Nigārishāt Publishers, 1432 AH/2011 CE, 529.
[32]Chānakya, Kautilya. *Artha Shastra*. Lahore: Nigārishāt Publishers, 1432 AH/2011 CE, 529.
[33] Al-Ḥajj, 22:39–40.
[34]Aḥmad ibn Ḥanbal. *Al-Musnad*. Riyadh: Dār al-Salām, 1436 AH, 5:358.
[35]Manu. *Manu Dharma Shastra*, 288.
[36] Muḥammad, 47:4.
[37]Abū Zahra, Muḥammad. *Naẓariyyat al-Ḥarb fī al-Islām*. Cairo: Al-Majlis al-Aʿlā lil-Shuʾūn al-Islāmiyya bi-Wizārat al-Awqāf, 1381 AH/1961 CE, 62.